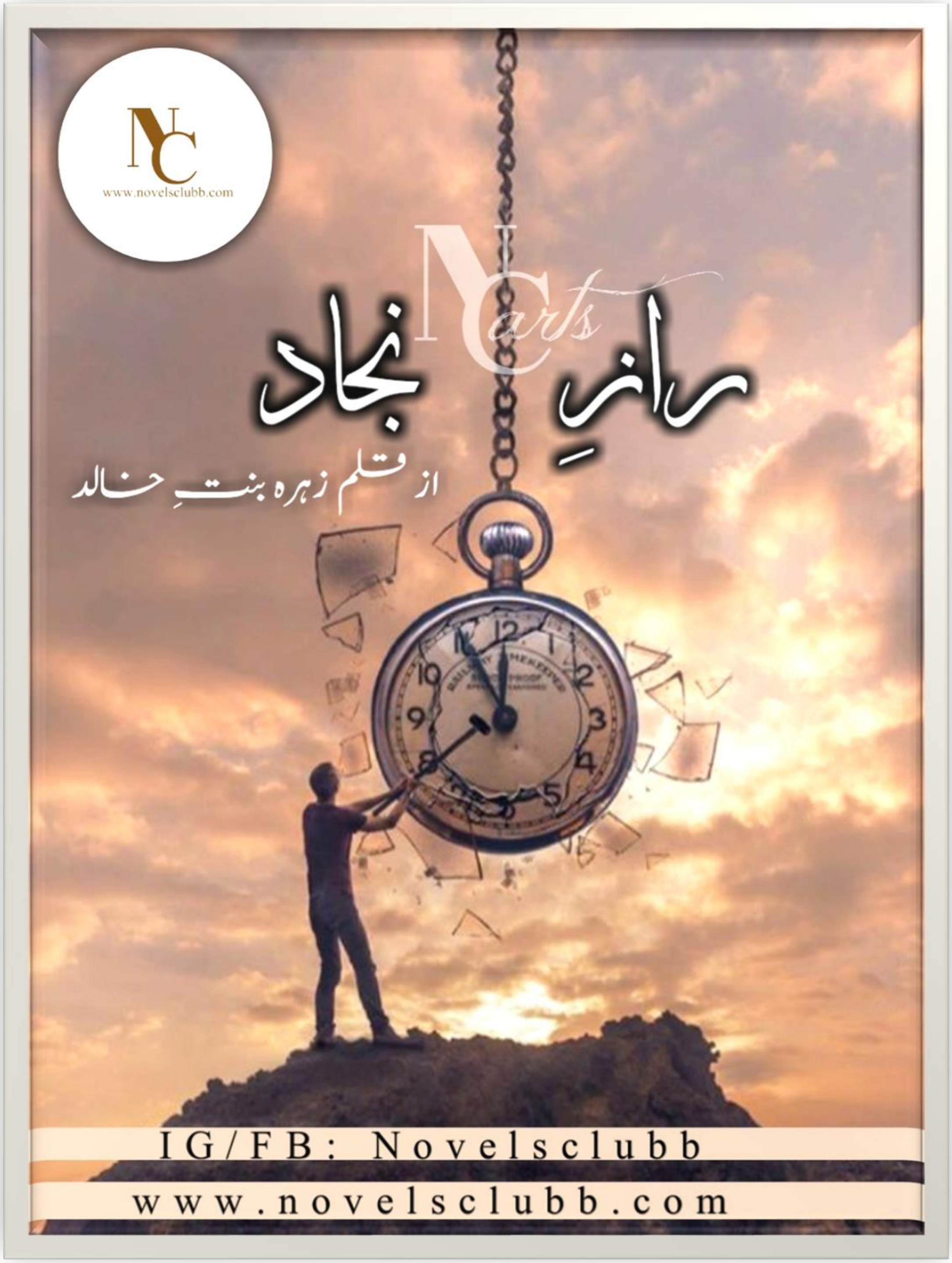
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 10

"The betrayal"

دو سے تین دن تک وہ انتظار کرتے رہے تھے کہ کب سکارپیو کی جانب سے کوئی حرکت ہو گی لیکن سب بے سود تھا۔ بلوچستان کی ٹیم کی جانب سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ ہوا تھا۔ سکارپیو کا بہت بڑا نقصان ہوا لیکن جنید نے اس بار پھر اسے خاموش کروا دیا۔ اکبر اور فریال کو زندگی بخش دی گئی تھی۔ اور وہ ہسپتال کی حالت درست کروانے میں لگے تھے۔ پولیس کیس کروایا گیا لیکن بیسمنٹ میں کیمرے موجود نہ ہونے کی وجہ سے، پولیس کو کوئی بھی سراغ حاصل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے انہیں خالی دامن لوٹنا پڑا۔ براق مرزا کوئی کام کرے اور اس میں ہاتھ کی صفائی نہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

"سر اب ہم کب تک یوں ہاتھ ہر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے ؟"

مصفرہ نے کچھ چڑتے ہوئے براق سے سوال کیا تھا۔وہ دو سے تین دن بغیر مقصد کے گزار کر تھک گئی تھی۔ لیکن آنے والے تین دن اسے کس طرح سے تھکانے والے تھے،وہ اس چیز سے انجان تھی۔

"آج کراچی کی ٹیم اپنا کام کر دے گی۔اگر تو آج رات تک کوئی ہلچل محسوس نہ ہوئی تو ہم بذات خود اسے کھینچ کر اس کی بل سے باہر نکال پھینکیں گے۔"

براق نے سنجیدہ سے لہجے میں بولا تو سب سر ہلا گئے۔لیکن کراچی کے تیسرے بڑے نقصان کے بعد بھی انہیں کوئی ہلچل محسوس نہ ہوئی تو وہ سب غصے سے لال پیلے ہونے لگے۔اپنے تینوں پلین فیل ہوتا دیکھ کر وہ ماسٹر پلین کی جانب بڑھنے والے تھے۔لیکن سب کے دل گھبرا رہے تھے۔ماسٹر پلین پر شفٹ ہونے کا مطلب تھا کہ انہیں اپنے سر پر کفن باندھ کر کھلے میدان میں بغیر ہتھیاروں کے جنگ لڑنی ہے۔

اس رات وہ پلین پر کام کرنے لگے۔اب کیا کیسے ہونے والا تھا۔سب تہہ کیا گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تم سب کے پاسپورٹ ہیں کیونکہ ضرورت کے تحت ہمیں کہیں بھی جاناپڑ سکتا ہے۔اس لیے سفر کرنے کے لیے بھی تیار رہنا ہے۔"

براق نے سب کی جانب ان کے پاسپورٹ بڑھائے۔سب نے خاموشی سے سر ہلا کر تھام لیے۔

"یاد رہے! کوئی ایک شہید ہو گیا تو اسے ریسکیو کرنے کی بجائے اس کی جگہ پر مشن لڑنا ہے۔ریسکیو بعد میں کیا جائے گا۔"

براق سنجیدگی سے بول رہا تھا۔سب بیسمنٹ میں اس ٹیبل کے ارد گرد اپنی اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔سب کے چہرے سنجیدہ تھے۔سرد سے تاثرات۔جیسے وہ سر پر کفن باندھنے کے لیے تیار ہوں۔وہ اپنی جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہوں۔

"میری دعا ہے کہ جس کے نصیب میں بھی شہادت ہو،اسے قبر کی مٹی نصیب ضرور ہو۔"

براق کی آواز میں اب کی بار درد تھا۔وہ اس اذیت سے واقف تھا جب کسی کو مرنے کے بعد قبر کی مٹی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ایک گمشدہ موت واحد چیز تھی، جس سے براق مرزا ڈرتا تھا۔وہ کم از کم گمنام موت نہیں مرنا چاہتا تھا۔

اس کی بات پر سب نے یک زبان 'آمین' بولا تھا۔

"اب تم سب سے مجھے ایک وعدہ چاہیے۔"

براق نے سنجیدہ سے تاثرات سے باری باری سب کو جانچا۔

سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"اگر ہم میں سے کسی کو کچھ ہو گیا تو آپ نے دوسرے کو دیکھ کر کمزور نہیں پڑنا۔ جذبات کے بہاؤ میں نہیں آنا۔مضبوط بننا ہے اور مشن پر فوکس کرنا ہے۔کیونکہ وہی لمحہ ہو گا جب دشمن ہمیں کمزور محسوس کر کے ہم پر وار کر سکتا ہے۔دشمن کا ایک وار کھا کر اس کے اگلے وار کے لیے سر نہیں جھکانا بلکہ اس کا وار اسی کے منہ پر مارنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

براق کے الفاظ میں جذبہ تھا، جوش تھا۔سب نے یک زبان پرجوش لہجے میں انشاء اللہ کہا تھا۔کتنا اذیت ناک تھا کہ ایک دوسرے کی موت پر بھی آنسو نہیں بہا سکتے تھے۔

"کیا آپ لوگ تیار ہو؟"

براق کی آواز اب کی بار کچھ بلند تھی۔سب نے پوجوش انداز میں جواب دیا۔

"یس سر!"

ان کی آواز میں جذبہ تھا۔ملک کے محافظوں کی آواز میں جو ہوا کرتا ہے۔

"کیا سرپر کفن باندھنے کو تیار ہو؟"

اس بار پھر سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

پرجوش سا جواب آیا۔

"کیا اس ملک کے محافظ بننے کے لیے تیار ہو؟"

ایک بار پھر سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا گیا۔

"یس سر!!"

پھر سے جواب مثبت میں آیا۔

"کیا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کے لیے تیار ہو؟"

اب کی بار پھر سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

جذبات سے بھرپور آواز میں جواب پلٹ کر آیا۔

"کیا دشمن کو نست و نابود کرنے کے لیے تیار ہو؟"

پھر سے سوال کیا گیا۔

"یس سر!"

آواز میں جوش تھا اور عزم تھا۔ ملک کی حفاظت کا عزم۔

"کیا اس ملک کی سلامتی کے لیے اپنی قربانی دینے کے لیے تیار ہو؟"

آخری سوال کیا گیا۔ لیکن وہ جواب جانتا تھا۔

"یس سر!"

www.novelsclubb.com

سب نے یکجا سر ہلا کر پر عزم اور پر جوش لہجے میں جواباً کہا۔

"تو ٹھیک ہے پھر۔کل سے خون اور ہتھیاروں کی جنگ شروع ہو گی۔اللہ رب العزت ہمیں کامیاب کریں۔"

اس کی دعا پر سب نے یکجا آمین بولا تھا۔

منزل پر پہنچنے کے بہت سے رستے ہوتے ہیں۔ایک پر ہیرو چلتا ہے اور دوسرے پر ولن۔ہر رستے میں ایک راز موجود ہوتا ہے۔منزل پر پہنچنے کا راز۔جو اس راز سے پہلے واقف ہو جاتا ہے،وہ پہلے منزل کو حاصل کر لیتا ہے۔اس دوڑ میں سب سے لازمی شہ راز ہے۔جو دوڑ کے راز سے واقف ہو گیا،وہ بازی لے جائے گا۔یہی ہے "راز نجاد"۔۔۔دوڑ کا راز۔۔۔۔!!

اپنے قاتل کی ذہانت سے پریشان ہوں میں
روز اک موت نئے طرز کی ایجاد کرے

اتنا حیراں ہو مری بے طلبی کے آگے
وا قفس میں کوئی در خود مرا صیاد کرے

سوچ رکھنا بھی جرائم میں ہے شامل اب تو
وہی معصوم ہے ہر بات پہ جو صاد کرے

==========

شہر خوشاب پر آج جو سورج طلوع ہوا تھا وہ بہت سی امثال کو دیکھنے جا رہا تھا۔ نہ صرف شہر خوشاب بلکہ پاکستان کے بہت سے علاقوں میں جو تین دنوں میں منظر سامنے آنے والے تھے وہ ملک کے نوجوانوں کے لیے مثال پیش کرنے والے تھے۔ پانچوں اپنے اپنے کمروں سے مکمل تیار، ماتھوں پر کفن باندھے، مٹھی میں جان قید کیے۔بیسمنٹ میں جمع ہوئے تھے۔

ضروری ہدایات کے بعد پانچوں اپنے اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئے۔ براق کا نشانہ ڈاکٹر فریال تھی۔اسے اپنے قبضے میں لینا تو براق کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بغیر کسی زور زبردستی کے وہ خود براق کے حوالے ہو سکتی تھی۔

کسی کو پسند کرنا ٹھیک ہے لیکن اندھا اعتبار اسی طرح کے نقصان سامنے لاتا ہے۔

حماس اور مصفرہ ڈاکٹر اکبر کو اٹھانے کا نیک فریضہ سرانجام دینے والے تھے۔

باہس تو پہلے ہی جنگل میں موجود رستوں کو سیل کروانے کے لیے نکل چکا تھا۔اس نے کل رات وہاں ٹائمر بلاسٹ فٹ کیے تھے جس سے مغرب کا وہ سارا حصہ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔وہ جس بھی مقصد کے لیے استعمال ہو رہا تھا،اب مکمل طور پر ضائع ہو چکا تھا۔ایک اور وار جو کہ پاک فوج کی جانب سے ابر آتش اعوان پر کیا گیا تھا۔ابھی اسی رائتے کو سمیٹنے کے لیے باہس جنگل میں جا چکا تھا۔وہ بہتر طور پر اپنا کام جانتا تھا۔

بیسمنٹ میں واحد منسا تھی۔ جس نے ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر کے غائب ہونے کے تمام ثبوت مٹانے کا فریضہ سرانجام دینا تھا۔وہ بھی اپنے کام میں ایکسپرٹ

تھی۔ ہسپتال کا سکیوریٹی سسٹم تو وہ پہلے ہی اپنے سسٹم کے ساتھ منسلک کر چکی تھی۔

وہ تینوں دو گاڑیوں میں گھر سے نکلے تھے، جن کے شیشے مکمل سیاہ تھے۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے براق نے مصفرہ اور حماس کو دیکھ کر انگوٹھا اٹھا کر گڈ لک بولا تھا اور ان دونوں نے بھی یہی عمل دہرایا تھا۔

براق کی گاڑی ہسپتال کی فرنٹ سائیڈ پر رکی تھی جبکہ حماس اور مصفرہ کی گاڑی ہسپتال کی بیک سائیڈ پر۔ اب ہسپتال کی حالت کافی حد تک بہتر تھی۔ ڈاکٹر فریال کے پاس تو ویسے بھی بہت پیسہ تھا کہ وہ یہ ہسپتال چھوڑ بھی دیتی تو ایسے کئی ہسپتالوں کی عمارت وہ دنوں میں کھڑی کروا سکتی تھی۔ مصفرہ اور حماس آنکھوں پر چشمے چڑھائے، مزے سے گاڑی میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ انہیں براق کی جانب سے کسی سگنل کا انتظار تھا۔ دوسری جانب براق سنجیدہ سا ہسپتال میں داخل ہوا تھا۔ اس کے شرٹ کے بٹن پر جو کیمرہ لگا تھا، اس سے باقی سب سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ حماس نے بھی اپنے موبائل میں اسے آن کیا۔ وہ اسی کیمرے سے انہیں

www.novelsclubb.com

سگنل دینے والا تھا۔اپنی شرٹ کے کالر میں چھپے سپیکر کو بڑی مہارت سے وہ آن کر چکا تھا۔

"مجھے ڈاکٹر فریال سے ملنا ہے۔"

اس نے کاؤنٹر پر فارمیلٹی کے طور پر بولا تھا۔وہاں موجود لڑکی اسے فوراً پہچان گئی تھی اور مسکرا کر اسے رستہ بتا گئی۔وہ شان بے نیازی سے چلتا ہوا ڈاکٹر فریال کے کیبن کا دروازہ ناک کر گیا۔اندر سے اجازت ملنے پر وہ داخل ہوا تو کیمرے میں سب نے، فریال کا اسے دیکھ کر چونکنا اور پھر کھل کر مسکرانا نوٹ کیا تھا۔

"ارے ڈاکٹر براق۔آپ یہاں!!آئیں آئیں!"

وہ مسکرا کر اپنی کرسی سے کھڑی ہوتی،ہاتھ آگے بڑھا گئی۔براق بھی زبردستی مسکراتا اس کے ہاتھ کو اگنور کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔اس کی حرکت پر مصفرہ،منسا اور حماس تینوں نے قہقہہ لگایا تھا۔فریال شرمندہ سی ہوتی ہوئی ہاتھ نیچے کرتی اپنی کرسی سنبھال گئی۔

"آپ مصروف تو نہیں تھیں؟"

اس نے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔اس کے لہجے پر مصفرہ مسکرادی۔وہ اس کے ساتھ تو ایسے لہجے میں بات نہیں کرتا۔کچھ فخر سادل میں جمع ہونے لگا۔

"کوئی بھی مصروفیت آپ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی۔"

فریال نے اپنی نرم سی مسکراہٹ اس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بولا تو مصفرہ کادل چاہاوہ اس کی مسکراہٹ نوچ لے۔وہ کیوں براق کے سامنے ایسے مسکرارہی تھی؟؟؟اسے براالگ رہاتھا۔حماس نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھاتو اس کی حالت پر مسکراہٹ دباگیا۔وہ بچہ نہیں تھاجو دونوں کے درمیان موجود عجیب طرح کے کنچھاؤسے واقف نہ ہوتا۔

"مجھے آپ کے ہسپتال کے نقصان کا علم ہواتو بہت افسوس ہوا۔"

براق نے اس کی بات کو مکمل اگنور کرتے ہوئے سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں بولا تو فریال ابن ڈھیٹ ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے پھر سے مسکرادی۔

"بس جو قدرت کو منظور۔خیر آپ آج کل کدھر ہوتے ہیں؟"

اس نے سرسری سے لہجے میں پوچھاتو وہ کندھے اچکا گیا۔

www.novelsclubb.com

"لاہور ہوتا ہوں، چند دنوں کے لیے خوشاب آیا تھا تو سوچا پرانے کولیگز وغیرہ سے مل لیا جائے۔"

براق کا لہجہ مکمل طور پر صاف اور شفاف تھا۔ جھوٹ کا تو شبہ تک نہ تھا۔ وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے دودھ میں دھلا ہو۔

"یہ تو بہت اچھا کیا۔ چائے منگواؤں یا کافی؟"

اس نے ٹیبل سے فون اٹھاتے ہوئے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

"کیوں نہ کہیں باہر پی جائے؟ ہسپتال کی فضا سے باہر؟"

براق نے لاپرواہ سے انداز میں دریافت کیا جیسے رائے پوچھ رہا ہو۔ فریال تو مانو کھل ہی گئی۔ وہ پل میں خوش ہوتی فوراً ہی مان گئی اور اس کے ساتھ چلنے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ ساتھ چلتے ہوئے ہسپتال سے نکل رہے تھے کہ براق نے پوچھا۔

"آج آپریشن ڈے نہیں تھا؟"

اس کے یکدم سوال پر فریال نے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں لیکن آج زیادہ آپریشن نہیں تھے اور میرے کوور کر ڈاکٹر اکبر بھی چھٹی پر تھے، اس لیے زیادہ مصروف نہیں ہوں۔"

اس نے کہتے ہوئے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو براق بھی سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ دوسری جانب مصفرہ اور حماس نے براسامنہ بنایا۔ انہیں پلین بی پر شفٹ ہونا ہوگا۔ وہ دونوں گاڑی گھماتے اب منسا کی بھیجی لوکیشن کی جانب جارہے تھے جو کہ اکبر کے اپارٹمنٹ کی تھی۔ بہترین چیز یہ تھی کہ اکبر اپنے اپارٹمنٹ میں اکیلا رہتا تھا، کبھی کبھار اس کی ماں آکر رہتی تھی لیکن زیادہ تر اس کی والدہ اپنے بڑے بیٹے کی پاس رہتی تھی۔ انفارمیشن کے مطابق وہ اس وقت بھی گھر میں اکیلا موجود تھا۔ فریال نے اپنی بے وقوفی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے گاڑی میں موجود پانی کی بوتل پی لی تھی جس کے عوض وہ دو سے تین منٹ کے اندر اندر ہی نیند کی آغوش میں تھی۔

"گائز اب اگلا کام تم لوگوں کا ہے۔"

براق نے ائیر پیس میں بولا تو مصفرہ اور حماس نے یس سر کہا تھا۔

"اب مزہ آنے والا ہے۔"

مصفرہ نے ہاتھوں پر آدھے دستانے چڑھاتے ہوئے بولا تو گاڑی ڈرائیو کرتا حماس ہنس کر گویا ہوا۔

"پہلی لڑکی دیکھی ہے جسے مار پیٹ کرنے میں مزا آتا ہے۔"

حماس نے اسے دیکھا جواب جھک کر اپنے شوز کے تسمے صحیح سے باندھ رہی تھی۔ آہستہ آواز میں کہنے لگی۔

"جن لڑکیوں نے بغیر کسی محافظ کے ساری عمر گزاری ہو وہ ایسی ہی ہوتی ہیں حماس مرزا۔"

اس کی آواز میں ایک چبھن تھی۔ ماضی کی چبھن۔ وہ چونکا تھا۔ اب وہ سیدھی ہو کر سیٹ پر بیٹھی تھی اور منسا کی بھیجی لوکیشن دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔

"مصفرہ! چاہے پہلے تمہارا کوئی محافظ نہیں تھا۔اب میں ہوں! براق ہے! باہس ہے! منسا بھی ہے! ہم سب تمہارے محافظ ہیں۔بلکہ ہم سب ایک دوسرے کے محافظ ہیں۔"

وہ حماس کی بات پر چونک کر اسے دیکھنے لگی جو سنجیدہ نظر آرہا تھا جیسے اس کی کہی بات بری لگی ہو یا اسے مصفرہ کے لیے برا لگ رہا ہو۔وہ مسکرا دی۔

"کسی کا محافظ ہونے کا احساس کافی خطرناک ہے لیکن کوئی میرا محافظ ہے۔مجھے سن کا اچھا لگا۔"

وہ سچے دل سے مسکرائی تھی۔حماس بھی اسے مسکراتا دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر وہ دونوں سنجیدہ ہوتے اپنے مشن پر فوکسڈ ہو گئے۔کچھ دیر میں وہ اکبر کے گھر کے باہر کھڑے تھے جہاں بڑی سی تختی لگی تھی جس پر اس کا نام لکھا تھا اور ساتھ ڈاکٹر کا لفظ بھی۔مصفرہ اور حماس نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سر ہلا کر آگے بڑھ گئے۔

ایکشن ٹائم!!

بیل بجائی گئی اور جس وقت اکبر باہر آیا۔اس وقت مصفرہ بری طرح سے درد سے کراہ رہی تھی اور اپنا ایک بازو حماس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنا پیٹ تھامے ہوئے تھی۔

"جی آپ کون؟"

اکبر نے دو اجنبی چہرے دیکھ کر حیرت سے پوچھا تھا۔مصفرہ کے چہرے پر درد کے آثار تھے اور حماس مکمل طور پر گھبرایا ہوا پریشان تھا۔

"ڈاکٹر صاحب دیکھیں میری بہن کو کیا ہو گیا۔اسے بہت درد ہو رہا ڈاکٹر صاحب۔ آپ اسے دیکھیں نا۔"

حماس قریباً رو دینے کو تھا۔اکبر کے گھر کے باہر سیکیورٹی کے لیے لگے کیمرے سے براق اور منساان کا مکمل کارنامہ دیکھ رہے تھے۔ایک فخریہ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر تھی۔کیا ایکٹنگ کر رہے تھے۔

"آپ انہیں ہسپتال لے جائیں۔میں کچھ نہیں کر سکتا معذرت۔"

اکبر کہتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا کہ مصفرہ زور سے کراہنے لگی اور ساتھ ہی دو تین آنسو گال پر بھی بہہ نکلے۔وہ شدید تکلیف میں لگ رہی تھی۔

"دیکھیں ڈاکٹر صاحب۔ہم اس شہر میں نئے ہیں۔ہمیں کسی ہسپتال کا نہیں معلوم۔یہاں سے گزر رہے تھے تو آپ کے گھر کے باہر نام پڑھ کے رک گئے ہیں۔براہ مہربانی ہماری مدد کردیں۔"

حماس نے اس کے سامنے فریاد پیش کی تھی۔اکبر تیوری لے کر دونوں کو دیکھنے لگا۔

"آپ ایمبولینس کو فون کر لیں۔میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

وہ یہ کہہ کر پھر سے دروازہ بند کرنے لگا تھا تو اب کی بار ان دونوں نے اپنا آخری کارڈ آزمایہ تھا۔حماس نے یکدم اکبر کے پیچھے دیکھتے ہوئے حیرت سے آنکھیں کھولی تھیں۔اکبر اسے اپنے پیچھے کسی چیز کو دیکھ کر پریشان اور خوف زدہ ہوتا دیکھتا،اچنبے سے انہیں دیکھنے لگا کیونکہ اس کے علاوہ تو گھر میں کوئی موجود نہیں،تو وہ کسے دیکھ کر ایسے خوفزدہ ہو رہا ہے۔اکبر نے حماس کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے گردن گھما

www.novelsclubb.com

کر اپنی بے وقوفی کا ثبوت پیش کر دیا۔ کیونہ جب وہ پلٹا تو مصفرہ کا مکہ سیدھا اس کی ناک پر گیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس نے اکبر کی ٹانگوں کے درمیان اپنا گھٹنا موڑ کر مارا تھا۔ وہ شدت درد سے زمین پر بیٹھتا چلا گیا اور حماس نے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے ہی اس کے منہ پر کلوروفوم کا کپڑا رکھ دیا۔ اکبر تڑپتا رہا اور پھر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ مصفرہ اور حماس نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور کیمرے کو دیکھ کر انگوٹھا دکھا دیا۔ دوسری جانب منسا اور براق پہلے ہی ہنستے ہوئے فخریہ تاثرات کے ساتھ ان کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔ براق بہت پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔

کچھ دیر بعد دوسرا مہمان بھی گھر میں تشریف لے آیا۔ ان دونوں مہمانوں کو بیسمنٹ کے دوسرے کمروں میں رکھا گیا اور ان کا اہتمام کرتے ہوئے انہیں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ بھی دیا۔

اب ان کے ہوش میں آنے کے بعد ان کی مکمل خاطر تواضع شروع ہونے والی تھی۔

==========

انہیں ہوش میں آئے چند گھنٹے ہو چکے تھے اور ابھی تک انہوں نے کچھ بھی قابل قبول چیز اپنے منہ سے نہیں نکالی تھی۔ وہ بضد تھے، خاموش رہنے پر۔ فریال کے ساتھ جو دھوکا ہوا تھا وہ تو اسے ہی قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

"یار کچھ بکواس کر دو، میں بور ہو گئی ہوں تم لوگوں کی فضول شکلیں دیکھ دیکھ کے۔"

منسا نے بور ہوتے لہجے میں کہا تو باہس بھی اثبات میں سر ہلا گیا۔ وہ دونوں مسلسل چھوٹے چھوٹے ٹارچر دے کر ان سے اگلوانے کی کوشش کر رہے تھے جو کچھ بھی بول نہیں رہے تھے۔

تبھی دروازہ کھلا اور باقی تینوں بھی منظر پر آئے تھے۔ سب سے آگے براق اور اس کے دائیں جانب مصفرہ اور بائیں جانب حماس تھا۔

"چھوڑو یہ تم لوگوں کے کرنے والے کام نہیں ہیں۔ مصفرہ اس میں ایکسپرٹ ہے۔"

حماس نے فخریہ انداز میں بول کر مصفرہ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو براق مسکرا کر اسے آگے بڑھتا دیکھنے لگا۔اسے اچھا لگتا تھا وہ عام لڑکیوں کی جیسی نہیں ہے۔وہ مضبوط ہے۔جن چیزوں سے لڑکیاں ڈرتی ہیں اور دور رہتی ہیں۔وہ ویسی نہیں ہے۔وہ نڈر اور باہمت ہے۔وہ بس اسے دیکھ کر فخر سے مسکرا دیا۔

کچھ ہی دیر میں اکبر ایک تخت پر لیٹا ہوا تھا،اس کے جسم سے شرٹ غائب تھی۔ ہاتھ پاؤں مضبوطی سے اپنی جگہ پر بندھے تھے۔اور دوسری جانب فریال کے گلے میں ایک پھندا تھا،ایسا ویسا نہیں نیزوں کا پھندا۔جو اسے گردن اوپر رکھنے پر مجبور کیے ہوئے تھے۔وہ ذرا سا سر نیچے کرتی تو اس پھندے پر لگے بڑے بڑے نوکیلے نیزے اس کی گردن میں گھسنے میں دیر نہ لگاتے۔وہ مجبوراً سر اونچا رکھے ہوئے چھت کی سیلنگ کو دیکھ رہی تھی۔اذیت سے آنکھوں میں آنسو جما تھے جو دونوں اطراف سے گالوں پر بہہ نکلے۔اس کے اوپر ایک مشین تھی۔جس میں سے برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی قطروں کی صورت اس کے منہ پر اور آنکھوں پر گر رہا تھا۔اکبر کے اوپر لگے موم بتیوں کے فانوس میں سے موم بتیوں کی موم ہر سیکنڈ میں اس کے

www.novelsclubb.com

جسم کے مختلف حصوں پر گر رہی تھی۔وہ انہیں سرد و گرم موت مارنے والے تھے۔یہ آئیڈیا مصفرہ کے تھے۔جس پر سب نے مل کر عمل کیا تھا۔پھر وہ انہیں اس کمرے میں بلکتا چھوڑ کر خود باہر نکل گئے۔

"ٹھیک دو گھنٹے کے اندر اندر یہ ہمت ہار جائیں گے۔"

مصفرہ نے وقت دیکھتے ہوئے کہا تو سب فاتحانہ انداز سے سر ہلا گئے۔ان جیسے انسانیت کے خلاف کام کرتے درندوں کے لیے یہ سزائیں تو کچھ بھی نہیں تھیں۔ وہ ہزاروں نہیں لاکھوں معصوم لوگوں کی جان سے کھیل چکے تھے۔اکبر پر تو تین سے چار ریپ کیس بھی موجود تھے جو فریال کی وجہ سے دب چکے تھے۔ایسے لوگ صرف دھرتی پر بوجھ تھے۔

کچھ دیر بعد اکبر کی چیخ کی آواز سنائی دی تو وہ سب دوڑتے ہوئے گئے۔چیخ اور بلک تو وہ پہلے بھی رہا تھا لیکن اب کی بار شدت زیادہ تھی۔

اندر کے منظر نے ان کے دل دہلا دیے تھے۔فریال نے اپنی جان دے دی تھی۔وہ سارے لب بھینچے فریال کو دیکھ رہے تھے۔اس نے راز اگلنے سے بہتر موت کو گلے لگانا سمجھا تھا۔

"مجھے افسوس اس کے مرنے کا نہیں ہے۔مجھے افسوس اس چیز کا ہے کہ اسے اتنی آسان موت کیسے نصیب ہو گئی۔"

مصفرہ نے غصے اور بے بسی سے فریال کے گلے سے وہ پھندا نکالتے ہوئے کہا تھا۔

فریال کا چہرہ ڈھلک گیا اور اس کے بال اس کا چہرہ چھپا گئے۔براق سرد تاثرات سے اس کے مردہ وجود کو دیکھنے لگا۔اتنی آسان موت وہ بھی فریال کی؟؟دل بدمزہ ہوا تھا۔

"ایسے لوگوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اتنی آسان موت مرسکیں۔"

باہس نے بھی بے زاری سے کہا تھا۔اس کمرے میں واحد وجود جو فریال کی موت سے خوف زدہ ہوا تھا وہ اکبر تھا۔اکبر نے ہمیشہ فریال کے انڈر کام کیا تھا۔وہ نہیں جانتا کہ وہ اس کے بغیر کس طرح سکارپیو کو دیکھ سکے گا۔

"مجھے مار دو! دیکھو مجھے مار دو۔"

اکبر نے سسکتے ہوئے بولا تو سارے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"تمہیں اب ہم آزاد کر دیں گے۔"

براق نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے بولا تو اکبر ہراساں نظروں سے سب کو دیکھنے لگا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ تم لوگ مجھے مار دو۔ میں باہر نکل بھی گیا تو سکار پیو مجھ پر اعتبار نہیں کرے گا۔ وہ مجھے مار دے گا۔"

وہ ہراساں نظروں سے باہس اور حماس کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جو اس کے ہاتھوں سے رسیاں کھول رہے تھے۔

"یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔"

مصفرہ نے پھنکارتے لہجے میں جواباً کہا تو وہ سیدھا اٹھ کر براق کے قدموں میں آ بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں سب کچھ بتاؤ گا۔بس مجھے کسی طرح بچالو۔ نہیں تو وہ سکارپیو مجھے مار دے گا۔ وہ پاگل ہے۔"

اکبر کی آواز میں واضح خوف تھا۔ براق نے اسے اپنے قدموں سے اٹھایا تھا۔

"اگر تو تم ہمیں سب سچ سچ بتاؤ گے تو ہم تمہیں محفوظ جگہ پر پہنچادیں گے۔تا عمر کے لیے۔"

براق کی بات پر وہ فوراً اس کے ہاتھ تھام کرمان گیا تھا۔

"ہاں ہاں میں سب بتاؤں گا۔بس مجھے اب بچالو۔"

براق نے سب کی جانب دیکھا تھا۔اور پھر اسے لے کر دوسرے کمرے میں آ گئے تھے جو بیسمنٹ کا آخری کمرہ تھا۔وہاں چھ کرسیاں تھیں۔سب باری باری اس پر بیٹھ گئے۔ڈرتے جھجھکتے اکبر بھی بیٹھ گیا۔

"اس کا نام کیا ہے، جس کے انڈر تم لوگ کام کرتے ہو؟"

پہلا سوال براق کی جانب سے تھا۔

"ہمیں اس کا نام آج تک معلوم نہیں ہو سکا۔بس اسے سب سکارپیو کہتے ہیں۔"

اس کی بات پر سب نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا کہ جیسے یقین کریں یا نہیں۔

"اسے سکار پیو کیوں کہتے ہیں؟"

منسا نے اگلا سوال کیا۔

"اس کا ایک پالتو بچھو ہے اور اس کے علاوہ اس کے ایک بازو پر بچھو ہی کا ٹیٹو بنا ہوا ہے۔اور کبھی کبھی وہ بچھو والی چین بھی گلے میں پہنتا ہے۔"

اکبر نے سب سچ سچ بتا دیا تھا۔وہ ان پر بھروسہ کر رہا تھا۔اور کوئی آپشن تھا بھی نہیں۔باہر جاتا تو ابر آش کے ہاتھوں اس کی موت پکی تھی۔اور یوں وہ آہستہ آہستہ ٹارچر برداشت کر کے بھی صرف خود کو اذیت دے رہا تھا۔کیوں نہ وہ فوج پر بھروسہ کر لے،شاید وہ اس کی جان بخش دیں۔

بچھو کے ذکر پر براق کو کوئی یاد آیا تھا۔لیکن وہ جلد ہی سر جھٹک گیا۔ابھی جذبات کے بہاؤ میں بہنے کا وقت نہیں تھا۔جانے والوں کے پیچھے اداس ہونے کا بھی نہیں۔

"وہ دکھتا کیسا ہے؟"

حماس کے سوال پر اکبر اپنی جگہ پر ٹھیک ہوا تھا۔

"میں سب بتاؤں گا۔آج تک اس کا چہرہ کسی نے نہیں دیکھا۔وہ ہمشہ ماسک لگائے ہوئے ہوتا ہے۔اوراس کی موجودگی میں کسی کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔"

سب نے ایک بار اپنے خشک لب تر کیے تھے۔ایسی بھی کونسی دہشت تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا کہ نہ کسی کو نام معلوم ہے اور نا کسی نے چہرہ دیکھا۔اور تم لوگ اندھوں کی طرح اس کی پیروی کر رہے ہو۔"

باہس نے اچنبے سے بولا تو وہ سر ہلا گیا۔

"یہ سچ ہے۔اس کے پاس بہت طاقت ہے اور اس سے بڑھ کر وہ بہت شاطر ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے اس سے بہت سی چیزیں پوچھیں، جس کے جواب وہ سچ سچ دیتا گیا۔فوج کا خوف ہی ایسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کہاں ملے گا؟"

مصفرہ کے سوال پر وہ گڑبڑا گیا۔

"یہ تو ہمیں بھی معلوم نہیں۔ لیکن میں نے فریال سے سنا تھا کہ کبھی وہ کراچی ہوتا ہے، کبھی حیدر آباد اور کبھی لاہور۔اس کے اڈوں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں۔"

اس کی بات پر سب سر ہلا گئے۔

"اس کے علاوہ کوئی ضروری بات؟"

منسا نے آخری سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"بس یہی سب جانتا تھا۔"

اس کے بعد اسے اسی کمرے میں بند کر کے بیسنٹ میں موجود اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ وہاں بیٹھ کر ماسٹر پلین میں کچھ تبدیلیاں کی۔ سورج تو کب کا ڈھل چکا تھا۔ اکبر کو کھانا دینے کے بعد خود بھی وہ کھانا کھاتے، پوری رات ماسٹر پلین میں چینج کرتے رہے۔ فریال کی لاش کو وہ پہلے ہی خودکشی کا ثبوت دے کر

www.novelsclubb.com

اس کے گھر میں چھوڑ چکے تھے۔ساتھ ایک جعلی خط بھی تھا جس میں اپنی خودکشی کی وجہ میں اپنے سارے گناہ بیان کیے تھے۔یہ کام بھی منسا اور حماس کا تھا۔

یوں جنگ کا پہلا دن طلوع ہوا۔ابھی تو کوئلے گرم ہوئے تھے اور ایک خون بہہ گیا تھا۔اب دیکھتے ہیں، کوئلوں کے بجھنے تک کون کون سی سانسیں ساکن ہوتی تھیں۔ قربانی کے بغیر تو کوئی بھی جنگ مکمل نہیں تھی۔

بھیگتی آنکھوں کے منظر نہیں دیکھے جاتے
ہم سے اب اتنے سمندر نہیں دیکھے جاتے

زندہ رہنا ہے تو حالات سے ڈرنا کیسا
جنگ لازم ہو تو لشکر نہیں دیکھے جاتے

اس سے ملنا ہے تو پھر سادہ مزاجی سے ملو
آئینے بھیس بدل کر نہیں دیکھے جاتے

==========

وہ غصے میں ادھر سے ادھر بھنبنا رہا تھا۔ جنید اسے بمشکل قابو کیے کھڑا تھا۔ اس کی ہمت تھی کہ وہ سمندر کو کوزے میں بند رکھے ہوئے تھا ورنہ کہاں ممکن ہے بپھری ہوئی موجوں کو کوئی قابو میں کر سکے۔

"اب تک تو وہ بہت کچھ اگل چکے ہوں گے۔"

ابرآش نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بے بسی سے کہا۔ اس کی سبز آنکھیں آج قہر برسا رہی تھیں۔

"مار دینا سالوں کو اگر آزاد ہو گئے تو۔"

ابرآش نے کہتے ہوئے سگریٹ جلا کر لبوں میں دبائی تھی۔ چہرے پر واضح پریشانی تھی۔

"نقصان پر نقصان ہوتا جا رہا ہے۔ جنید پتا تو کرواؤ کہ فوج کے پاس ایسا بھی کونسا فوجی آ گیا ہے جس نے ابرآش اعوان کو شکست دینے کی کوشش کی ہے؟"

وہ پر تجسس بھی تھا اور غضب میں بھی۔ وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ ایسا بھی کون ہے جو اس کی ٹکر کا پیدا ہو گیا۔

شاید وہ بھول بیٹھا تھا کہ برائی کا زور چاہے ہی زیادہ ہو جائے لیکن اچھائی کی آمد ہر حال میں متوقع ہوتی ہے۔ اچھائی کی روشنی جلد یا بدیر برائی کے اندھیرے کو دھو ڈالتی ہے اور وہ وقت قریب نہیں قریب تر تھا۔ لیکن اچھائی کو برائی کے اندھیرے مٹانے کے لیے کئی بار اپنے کئی روشنی بکھیرتے چراغوں کی روشنی گم کرنی پڑتی ہے۔

سامنے پھر مرے اپنے ہیں سو میں جانتا ہوں
جیت بھی جاؤں تو یہ جنگ میں ہارا ہوا ہوں

==========

دیکھتے ہی دیکھتے دوسرے دن کا سورج بھی ہر جگہ طلوع ہو گیا تھا۔ وہ مکمل تیاری کے ساتھ بیسمنٹ میں کھڑے تھے۔ سب کو ڈیڑھ گھنٹے کا سفر کر کے سرگودھا کے

ائیر پورٹ پر پہنچنا تھا۔وہاں سے مصفرہ اور حماس لاہور کی فلائٹ پکڑنے والے تھے اور دوسری جانب براق اور باہس حیدر آباد جا رہے تھے۔ جبکہ منسا بیک اپ پلین کے لیے ادھر ہی رکنے والی تھی۔

"ہر قدم پر مضبوط رہنا ہے۔باقی اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔"

براق نے کہا تو سب نے آمین کہا اور سر پر کفن باندھ کر اپنے سفر کے لیے گامزن ہو گئے۔کچھ گھنٹوں بعد وہ سب اپنی اپنی منزلوں پر پہنچ چکے تھے۔

حیدر آباد:

براق اور باہس نے جب شہر حیدر آباد میں اپنی آمد کی تھی تو ٹھنڈی ہواؤں سے ان کا استقبال ہوا۔ہلکی ہلکی بارش بھی جاری تھی جو دل کو بھلی معلوم ہو رہی تھی۔وہ ائیر پورٹ سے نکلتے ساتھ ہی اپنی منزل کی جانب بڑھے تھے۔انہیں تین سے چار اڈوں کی مخبری ملی تھی اور ان کا مکمل رخ انہی جانب تھا۔

"سر کیوں نا ایسا کریں کہ آپ ایک اڈے پر چلے جاؤ اور میں دوسرے پر؟"

باہس نے مشورہ پیش کیا تھا۔

"نہیں! ایک ایک کریں گے تو کمزور پڑ جائیں گے۔ دو دماغ مل کر حملہ کریں تو جتنے بھی بزدل سامنے ہوں ہم ہرا دیں گے۔ میں انہیں گرادوں گا اور تم مجھے سیکیور کرنا اور راستہ صاف کرنا۔"

براق نے ایک گمنام بلڈنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ چھپتے چھپاتے پچھلے رستے سے ہی وہاں پہنچے تھے۔ چہروں پر ماسک چڑھے تھے۔ سر پر کیپ تھی اور آنکھیں بالکل شاطرانہ انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ایک بار سرسری سا جائزہ لیتے ہیں چاروں اطراف سے۔"

براق کے کہنے پر وہ سر ہلا کر دوسری جانب چل دیا۔ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ ایک تو ہلکی ہلکی پھوار کی وجہ سے زمین گیلی ہو چکی تھی، اس لیے قدموں کی آہٹ کو چھپانا مشکل ہو رہا تھا۔ کچھ دیر میں وہ چاروں اطراف کا جائزہ لے چکے تو پہلی والی جگہ پر واپس آئے۔ ارد گرد کافی بلڈنگ اور بھی تھیں لیکن سب ابھی انڈر کنسٹرکشن تھیں۔

"بارش کی پیش گوئی کی وجہ سے سب اندر ہی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

باہس نے کہا تو براق پر سوچ انداز میں آسمان کو دیکھنے لگا۔

"ابھی بہت کام باقی ہے۔ کوشش کرو کہ کم سے کم آدمیوں کی نظروں میں آؤ اور جتنے ہو سکے اتنے پروف اکٹھے کرو۔"

براق کی بات پر وہ سر ہلاتا اپنی پستول نکالتا تیار ہو گیا۔ براق اور باہس ایک ساتھ اکٹھے بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ دو تین آدمیوں کی گردن کے نازک حصے پر وار کرتے انہیں وقتی طور پر بے ہوش کرتے وہ خاموشی سے آگے بڑھتے گئے۔ وہ کوشش کر رہے تھے کہ سب کی نظروں سے بچ کر مطلوبہ معلومات حاصل کر لیں لیکن ضرورت کے تحت انہیں کچھ آدمیوں کے گلے بند کرنے پڑے۔

اسی طرح وہ تین سے چار جگہوں پر گئے تھے اور اپنی واردات کی تھی۔ وہ جہاں بھی پہنچتے اسکی لوکیشن منسا کو بھیج دیتے اور منسا بیس سے پچیس منٹ میں اس جگہ کے سیکیورٹی سسٹم کو ہیک کر لیتی تھی۔

یوں ہی انہیں رات ہو گئی تھی۔ کسی بھی اڈے پر انہیں سکارپیو نہیں ملا تھا۔ وہ امید کر رہے تھے کہ سکارپیو اسی علاقے میں کہیں ہو گا لیکن جو تین سے چار آدمی انہوں

نے اغواہ کیے تھے اور ان پر ٹارچر کیا تھا، انہوں نے یقین دلا دیا تھا کی وہ ان دنوں ادھر موجود نہیں ہے۔ اس لیے انہوں نے کراچی جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس سے پہلے ہی مصفرہ کی جانب سے موصول ہوئے پیغام نے سب کو ہلا دیا تھا۔

"Change in master plan.”

اس کے اس میسج پر سب چونکے۔ جو جہاں تھا وہیں رک گیا۔

"فریال اور اکبر لیفٹ اور رائٹ ہینڈ نہیں تھے۔ وہ صرف لیفٹ ہینڈ تھے۔ اس کا رائٹ ہینڈ جنید افضل ہے جو اس وقت سرگودھا میں موجود ہے۔"

اس نے ایک وائیس میسج میں ہانپتے ہوئے سب بتا دیا تھا۔ براق نے سب کو نئے احکامات جاری کیے تھے اور فلوقت منسا کو سرگودھا کے لیے بھیجا تھا۔ وہ وہاں بیک اپ کے لیے موجود تھی۔ منسا بھی فوراً ڈیڑھ گھنٹے کا سفر گھنٹے میں طے کرتی سرگودھا پہنچ گئی تھی۔ حماس نے کسی طرح جنید کی لوکیشن ٹریس کروا کر بھیجی تھی۔

"تم لوگ کہاں تک پہنچے ہو؟ کچھ ملا؟"

براق نے میسج لکھ کر کسی دوسرے نمبر پر کال ملائی تھی اور سرگودھا کی دو ٹکٹیں ارجنٹ طور پر بک کروائی تھیں۔اس کے اتنے ذرائع تو تھے کہ وہ یہ کام کر سکیں۔

باہس اور براق ڈھلتے سورج کے ساتھ ائیر پورٹ کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔

کراچی کا ارادہ ترک کرتے۔اس بات سے انجان کے آگے جا کر انہیں کونسا منظر ملنے والا تھا۔

=======

لاہور:

مصفرہ اور حماس نے جس وقت شہر لاہور کی سرزمین پر قدم رکھا تو انہیں بہت اپنا اپنا سا محسوس ہوا۔لیکن موسم کے تیور کافی خطرناک لگ رہے تھے۔وہ لوگ پورا دن اپنے کام میں نہایت ہمت اور لگن سے لگے رہے تھے۔جب کسی ایک اڈے پر انہوں نے کچھ آدمیوں کو اغواہ کیا اور مصفرہ نے اپنا سپیشل ٹارچر ان پر کیا تو انہیں بہت کچھ پھوٹنا پڑا۔

"ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ جنید افضل ہی وہ واحد انسان ہے جو سکارپیو کا اصل نام جانتا ہے اور اس کی شکل دیکھ چکا ہے۔ وہ اس کا بہت قریبی آدمی ہے۔ ہمیں بھی سارے حکم وہی دیتا ہے۔"

ان میں سے ایک نے کہا تو حماس نے اسے آزاد کر دیا۔ کیونکہ وہ اپنی موت کا پروانہ تو ویسے بھی سکارپیو کے ہاتھوں لکھوا چکا تھا تو کیوں وہ اپنے ہاتھ گندے کرتے۔

"شٹ! ہم پورے پلین میں سب سے بڑی غلطی کرتے رہے۔ ہمیں لگا تھا کہ فریال اور اکبر لیفٹ اور رائٹ ہینڈ ہیں۔ ایسے کیسے ممکن تھا۔ اففف۔ ایسا ہوتا تو وہ دونوں ایک ساتھ نہ ہوتے۔ ہم کیوں نہ سمجھ پائے۔"

مصفرہ نے بے بسی سے دیوار پر مکے جڑے تھے۔ اس نے اتنی شدت سے مارا کہ اس کے ہاتھوں کے جوڑوں سے فوراً خون بہنے لگا۔ حماس نے فوراً اسے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔ وہ غصے میں بالکل ہی ہوش سے کام لینا چھوڑ دیتی تھی۔

"مصفرہ! براق نے کیا بولا تھا؟؟ جذبات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیں ما۔"

حماس نے اسے کاندھوں سے تھام رکھا تھا اور اسے ہوش دلانے کے کچھ حد تک جھنجھوڑ بھی چکا تھا۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی خود کو کمپوز کرنے لگی۔ پھر انہوں نے سب کو انفارم کیا اور خود اپنے آخری اڈے کی جانب چل پڑے۔

"یہاں نفری زیادہ لگ رہی ہے۔ کیا معلوم وہ سکار پیو ادھر ہی ہو۔"

مصفرہ نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے بولا تو حماس بھی متفق ہوتا سر ہلا گیا۔

"پہلے گراؤنڈ فلور کا سفایا کرتے ہیں۔"

حماس نے کہتے ہوئے پستول لوڈ کی تو مصفرہ بھی اپنے بالوں کی لال لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑس کر بندوق تان گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ پہلے فلور پر موجود آدمیوں کو وقتی نیند سلا چکے تھے۔

"ادھر بیسمنٹ بھی ہے۔"

مصفرہ جب اوپر چڑھنے لگی تو اسے نیچے جاتی سیڑھیاں بھی نظر آئیں۔ حماس نے آخری آدمی کو ٹھکانے لگاتے ہوئے اسے دیکھا۔ ایک غلطی جو وہ کر چکے تھے وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیمروں کو نظرانداز تھا۔ کیونکہ منساتو فلو وقت سرگودھا میں موجود تھی۔ انہیں خود ہی کچھ کرنا تھا۔ لیکن کیمروں پر ان کی نظر نہیں پڑ سکی تھی۔

"تم اوپر جاؤ، میں بیسمنٹ دیکھتا ہوں۔ خیال رکھنا۔"

حماس کہتا ہوا بیسمنٹ کی سیڑھیاں احتیاط سے اترنے لگا۔ مصفرہ بھی پھونک پھونک کر قدم رکھتی اب اوپر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جس وقت اس نے اوپر کا سارا فلور چھان مارا تھا اور کافی بندوں کو وہ سائیڈ میں لگا چکی تھی، اس نے یکدم کسی احساس کے تحت نظریں اٹھا کر کونے میں دیکھا تھا۔ وہاں کیمرے نسب تھے۔ اس نے فوراً آنکھیں میچیں۔

"ڈیم اٹ!"

وہ فوراً سے پہلے بیمسمٹ کی جانب بڑھی تھی جہاں سب کچھ سنسان پڑا تھا۔ ایک کمرے سے کسی کی ہنسی کی آواز گونجی تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"تم تو سچ میں میجر براق کے بھائی ہو۔"

وہ جو کوئی بھی تھا، اس کی آواز پر کشش تھی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا، اس لیے مصفرہ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ صرف اتنے سے سوراخ سے آندر کی باتیں سن سکتی تھی۔ دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔

"میں چاہتا تو یہ گولی تمہارے سینے میں بھی اتار سکتا تھا۔ لیکن تمہاری شکل کسی اپنے سے بہت ملتی ہے۔"

وہ پسٹل اس کے جھکے ہوئے چہرے پر پھیر رہا تھا۔ مصفرہ کا دل بند ہوا۔

"گولی؟؟؟ کیا حماس کو گولی لگی تھی؟؟"

وہ بس سوچ ہی سکی۔

"ماننا پڑے گا ویسے۔ تم بھی براق کی طرح کافی ہونہار نکلے۔"

اس بار ابرآش کا ہاتھ حماس کے بالوں میں تھا۔ وہ اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کیے بول رہا تھا۔ حماس کا چہرہ مکمل خون سے لپٹا تھا۔ درد کے آثار اس کے چہرے پر واضح تھے۔ اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتا مصفرہ نے دروازہ کھول کر اندھیرا میں اوپر کی جانب فائر کیا تھا۔ ابرآش اس آفت کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ

ہڑ بڑا گیا اور مڑ کر دیکھا۔ تبھی حماس نے ہمت کرتے ہوئے نیچے گرے خالی پستول کو اس کے سر کے نازک حصے پر مار دیا۔ وہ چکراتے سر کے ساتھ زمین پر بیٹھتا گیا۔

"مصفرہ!"

حماس پھڑپڑاتے لبوں سے کہتا وہیں زمین پر ملیامیٹ ہو گیا۔ مصفرہ نے آگے بڑھ کر ابر آش کی کنپٹی پر پستول ماری اور اس کے گلے کی نس بھی دبا دی جس سے وہ وقتی طور کے لیے ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گیا۔ اس کے چہرے سے ماسک نوچ کر مصفرہ نے اندھیرے کمرے میں تصویر بنانے کی کوشش کرنی چاہی تو حماس کے کراہنے کی آواز پر وہ سب کچھ چھوڑتی اس کی جانب بڑھی۔ سامنے لگے ٹی وی پر کیمرے کی ریکارڈنگ دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں مزید آدمی آتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کسی طرح حماس کو سہارا دیتی اسے وہاں سے نکال گئی لیکن جانے سے پہلے وہ بے ہوش وجود کے ہاتھ پر سکارپیو کا نشان دیکھ چکی تھی۔

آدمیوں کی تعداد اتنی تھی کہ مصفرہ اکیلی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اور حماس کا بہتا خون بھی اس کا دل ہولا رہا تھا۔ اس لیے اسے بہترین فیصلہ وہاں سے باحفاظت

جانا ہی لگا تھا۔ حماس اسے اپنے نیم بے ہوش وجود میں ایک گھر کا ایڈریس سمجھاتا رہا اور اسی کے موبائل سے مصفرہ نے حماس کے بتائے ڈاکٹر کو کال کر کے حماس کے بتائے ایڈریس پر بلا لیا۔ گاڑی انہیں لاہور پہنچتے ہی مل چکی تھی۔ اسی گاڑی میں وہ اسے اس گھر میں لے آئی جس کا ایڈریس حماس نے سمجھایا تھا۔

ہمت و حوصلے کا ثبوت پیش کرتے وہ اسے لاؤنج تک لے آئی تھی۔ گھر کے ملازمین نے حماس کو پہچانا تو فوراً ساتھ مل کر اسے اس کے کمرے تک پہنچایا۔ ڈاکٹر بھی کچھ دیر میں پہنچ گئی۔ ملازمین کے ساتھ مل کر گرم پانی اور باقی چیزوں کا انتظام کرتی وہ مکمل طور پر اپنی حالت سے بے پرواہ تھی۔ اسے صرف حماس اپنے بھائی کا زخمی وجود نظر آ رہا تھا۔ اس کے پاس مشکل سے کوئی رشتے آئے تھے اور انہیں بھی اس حالت میں دیکھنا اس کے لیے مشکل ترین امر تھا۔

مصفرہ کی خود کی سفید شرٹ ساری خون سے تر تھی۔ پریشان سی وہ حماس کے کمرے کے باہر کے چکر کاٹ رہی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے انہیں باہر انتظار کرنے کا بولا تھا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے جب انہیں اندر آنے کی اجازت دی تو حماس کی خون سے

بھری شرٹ ایک طرف زمین پر موجود تھی اور اس کے کندھے اور بازو کے درمیان پٹی بندھی تھی۔اسے ایک کھلی سی شرٹ پہنائی گئی تھی۔

"ان کے کندھے سے گولی نکال لی ہے لیکن انہیں ابھی بازو یا کندھے کو حرکت دیتے کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔میں چاہتی تھی یہ کچھ دیر دوا کے زیر اثر سو جائیں تاکہ درد میں کچھ ازالہ ہو لیکن یہ مان نہیں رہے تھے، پھر مجھے گولی نکالنے کے لیے انہیں anesthesia دینا پڑا۔"

ڈاکٹر نے حماس کے نیم بے ہوش وجود کو دیکھ کر کہا تو مصفرہ نے پریشانی سے لب کچلے۔وہ اسے نیند میں نہیں چھوڑ سکتی تھی اور نہ ہی ادھر رک سکتی تھی۔

دوسری جانب سے منسا سے مسلسل پانچ گھنٹوں سے رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔اس کی جانب سے آخری میسج چار گھنٹے پہلے کا موصول ہوا ہوا تھا۔

"مجھے لگتا ہے جنید افضل کو ہم نے ڈھونڈ لیا۔"

اس کے بعد سے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔

"اسے ہوش کب تک آئے گا ڈاکٹر؟"

مصفرہ نے بے چینی سے سوال کیا تھا۔

"قریبا گھنٹے کے اندر اندر۔"

ڈاکٹر نے ادوایات لکھتے ہوئے بولا تھا۔وہ ایک آرمی ڈاکٹر تھی جو بہت سے فوج کے خفیہ مشن میں ہونے والی کاروائیوں میں کارآمد ثابت ہوتی تھی۔

مصفرہ اس کا شکریہ ادا کرتی اسے باہر تک چھوڑ آئی۔حماس ابھی بھی گہری نیند میں تھا۔اس نے بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے گروپ میں سب کے میسج دیکھے جہاں سب منسا سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔دل پر پتھر رکھ کر مصفرہ نے براق کو کال کی تھی جو کچھ دیر پہلے ہی سرگودھا میں باہس کے ساتھ لینڈ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"براق!"

مصفرہ نے فون اٹھاتے ہی پریشانی سے اسے پکارا تھا۔وہ ٹھہر گیا۔گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے۔

"کیا ہوا ہے؟"

"حماس کو۔۔۔حماس کو گولی لگی ہے۔"

وہ مضبوط بنتے ہوئے گہرے سانس بھر کر بولی تھی۔

"اگر تو گولی اس کی پیٹھ پر لگی ہے تو اسے وہیں چھوڑ کر سرگودھا پہنچو۔ لیکن اگر اس نے سامنے سے کھائی ہے تو اسے ہمارے گھر لے جاؤ اور ٹریٹمنٹ دے کر آج کی رات کے اندر اندر خوشاب پہنچو۔"

وہ سرد سے تاثرات سے کہہ رہا تھا۔

"گولی سامنے سے اس کے دائیں کندھے پر لگی ہے اور میں اس وقت تمہارے گھر پر ہی موجود ہوں۔ رات دس بجے کی فلائیٹ کروائی ہے، حماس کو جیسے ہی ہوش آتا ہے ہم سرگودھا پہنچ جائیں گے۔"

مصفرہ نے ہر ایک تفصیل سے اسے آگاہ کیا تھا۔ جب تک حماس ہوش میں تھا اسے براق سے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن اب جبکہ جذبات نے اس کے ذہن پر دباؤ ڈالنا شروع کیا تھا تو وہ براق کو کال کر بیٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے اور کچھ؟"

www.novelsclubb.com

براق نے گاڑی ایک جگہ پر روکتے ہوئے سوال کیا تھا۔ باہس فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اسے رستے بتا رہا تھا۔

"وہ۔۔وہ سکارپیو۔۔۔وہ لاہور میں ہے۔"

اس کی بات پر براق چونکا، پھر باہس کو دیکھا اور پھر متوجہ ہو کر ماتھے پر سلوٹیں ڈالے اس سے سوال کرنے لگا۔

"پھر کیا ہوا؟"

مصفرہ نے ساری بات اسے بتادی تو براق نے اس کے عقلمندی والے فیصلے کو سچے دل سے سراہا تھا لیکن وہ دشمن کے اتنے پاس ہو کر اسے چھوڑ جانے کے دکھ میں بھی تھے۔ براق نے اسے کافی چیزیں سمجھائی تھیں اور اسے حوصلہ دیتا وہ فون بند کر گیا۔ وہ منسا کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ناکام تھے۔ اس کا فون بند جا رہا تھا۔ اور اس کا ٹریسر جو سگنل شو کر رہا تھا، براق اور باہس اسی جانب جا رہے تھے۔ کسی انہونی کے ہونے کا خطرہ تلوار کی طرف ان کے سر پر منڈلانے

لگا۔ پھر حماس کو گولی لگنا۔ سارے خیالات کو جھٹک کر وہ مکمل سنجیدہ سا مشن پر فوکس کرنے لگا۔

مصفرہ نے فون بند کر کے اپنا حلیہ دیکھا اور گھر میں کام کرتے ملازمین کو بھی۔ ایک عورت جو کچن میں کھڑی حماس کے لیے کچھ بنا رہی تھی وہ اس کی جانب بڑھی تھی۔

"بیٹا آپ کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ حماس میاں کے جاگنے تک آپ بھی نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔"

انہوں نے نہایت محبت اور نرمی سے اسے بولا تھا۔

"ارے نہیں! کھانا نہیں کھاؤں گی۔ بھوک مر گئی میری۔ آپ حماس یا براق میں سے کسی کے کپڑے لا دیں پلیز۔"

مصفرہ نے شرمندہ سے ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"حماس کے بالکل ساتھ والا کمرہ براق میاں کا ہے۔ وہاں آپ اپنی پسند کے کپڑے نکال لیں میں براق میاں کو بتا دوں گی۔"

مصفرہ نے خجل سا ہوتے ہوئے سر ہلا دیا اور براق کے کمرے کی جانب چل دی۔

کچھ دیر بعد وہ اسی کے واشروم میں نہا کر فریش سی نکلی تھی۔ کھلی سی کارگو پینٹ کے ساتھ اس نے سیاہ رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی جو اس کے سائز سے بڑی تھی۔ اسے پینٹ کے اندر گھسائے، بمشکل وہ اس میں پوری آ رہی تھی۔

حماس کو ہوش آتے ہی ہلکا پھلکا کھلا کر دوا دی گئی اور پھر دس بجے شہر لاہور کو خیر آباد کہہ کر وہ واپسی کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس بات سے انجان کی اسی رات کے اندر انہیں دوبارہ یہاں کا سفر کرنا ہو گا۔ حماس دوائیوں کے زیر اثر، سارا رستہ بھی سوتا رہا تھا۔ مصفرہ نے سارا رستہ منساکی پریشانی میں گزارہ تھا۔ ابھی اس نے حماس کو یہ بات نہیں بتائی تھی ورنہ وہ تو دوا لینے سے بھی انکار کر دیتا اور اپنی زخمی حالت کا اندازہ لگائے بغیر اسے ڈھونڈنے نکل جاتا۔

========

جیسے ہی وہ سرگودھا کی سرحد پر اترے تھے۔ باہس حماس کی طبیعت کی وجہ سے انہیں لینے آگیا تھا۔ حماس کو باہس کی گاڑی میں بٹھایا اور مصفرہ کو براق کا پتہ دے کر اب تک ہی ساری معلومات دے دی تو مصفرہ بھی پستول میں گولیاں بھرتی اپنا سامان پورا کرتی سر ہلا کر براق کی جانب روانہ ہو گئی۔ جبکہ باہس حماس کو لے کر شہر خوشاب کی جانب روانہ ہو گیا۔

کچھ دیر میں ہی وہ براق کے سامنے کھڑی تھی۔ براق اسے اپنے سامنے پا کر ایک لمحے کو ٹھہر گیا۔ وہ مکمل اعتماد کے ساتھ اس کے سامنے اسی کے کپڑوں میں کھڑی تھی۔ ایک پل کو وہ ہنس دینے کو تھا لیکن حالات جو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کر لی۔

"منسا کی کوئی خبر ملی؟"

مصفرہ نے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھا تھا۔ اسے براق کی گرے آنکھیں یاد آئیں۔ یہ لینز اسے کبھی اتنے برے نہیں لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہر جگہ دیکھ لی ہے جہاں جہاں وہ گئی تھی۔اس کاٹریسر اس مقام سے ملا ہے اور منسا کی کوئی خبر نہیں۔"

براق نے پریشانی سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تو دل بیٹھا جارہا ہے براق۔اسے کچھ ہو گیا تو؟"

مصفرہ نے لب کچلتے ہوئے پریشانی سے بولا تو وہ اس کی ڈھیلی پونی میں قید سرخ بالوں کو دیکھ کر نظرانداز کر گیا۔

"جذبات کے بہاؤ میں مت آؤ۔"

وہ اسے گھور کر وارن کر گیا۔مصفرہ نے سر جھٹک کر خود کو کمپوز کیا۔اس کی اکلوتی دوست کا چھ سے سات گھنٹوں سے کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا اور وہ پریشان بھی نہ ہو۔

براق کو کال آگئی تو وہ ایک طرف ہوتا فون کان سے لگا گیا۔مصفرہ نے سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھا تھا۔وہاں گہرے بادل چھائے تھے۔ادھر بھی بارش برسنے کو تیار تھی۔سیاہ آسمان پر چھائے بادلوں کے ساتھ ساتھ گرج چمک بھی ہو رہی تھی۔

مصفرہ نے کندھے پر پہنے بیگ میں سے دو ٹارچ نکالی تھیں اور براق کے کال بند کرنے پر اس کی جانب بڑھا دی۔ وہ شکریہ ادا کرتا اسے پکڑ گیا۔

"کلیو ملا ہے۔ سر گودھا کا انڈر کنسٹر کشن ایریا۔"

براق کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تو مصفرہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے پیچھے چل دی۔

جس وقت وہ مطلوبہ جگہ پر چھان بین کے لیے پہنچے تھے، اس وقت بارش کے قطرے ابر رحمت بن کر زمین کو تر کر رہے تھے۔ وہ ایک کھنڈر سا علاقہ تھا جہاں کوئی سوسائٹی زیر تعمیر تھی۔

"تم دائیں جانب دیکھو میں بائیں جانب دیکھتا ہوں۔"

براق کہہ کر بائیں جانب بڑھنے لگا تو ایک پل کو رکا۔ برستی بارش میں مڑ کر مصفرہ کو دیکھا جو دائیں جانب مڑ گئی تھی۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسے پکار بیٹھا۔

"مصفرہ!"

اپنے نام کی پکار پر مصفرہ کے قدموں کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکن بھی رکی تھی۔

وہ سانس روکے پلٹی اور آنکھیں چھوٹی کیے، ٹارچ کی روشنی اس پر گرائے سوالیہ

www.novelsclubb.com

ابر واچکا گئی۔ سانسیں ابھی بھی مدہم تھیں۔ وہ اس پر کتنا اثر رکھتا تھا۔ کوئی بھی اس کی آواز میں اسے پکار کر اسیر کر سکتا تھا۔

"ہاں!"

بمشکل اس کے لبوں سے الفاظ ادا ہوئے تو براق نے بھیگی پلکوں کی اوٹ میں اسے دیکھا۔

"خیال رکھنا۔"

وہ کہہ کر فوراً پلٹ گیا۔ مصفرہ سست ہوتے دل کی رفتار پر قابو پاتے ہوئے دائیں جانب پلٹ گئی۔ وہ دونوں مسلسل ہوتی بارش کی وجہ سے بھیج چکے تھے۔

"براق تمہیں دائیں جانب آنا چاہیے۔"

کچھ دیر بعد مصفرہ کو کچھ غیر معمولی چیزیں نظر آئیں تو اسے ادھر ہی بلا لیا۔ وہ ایک انڈر کنسٹرکشن بلڈنگ تھی یا کوئی مال تھا۔ اس کے نچلے پورشن پر کچھ لوگ بے جان پڑے تھے اور اس کے اوپر چڑھتے ہوئے مصفرہ کو غیر معمولی خاموشی محسوس ہوئی۔ سات سے آٹھ منزلیں تہہ کر کے وہ جس وقت بلڈنگ کی چھت پر پہنچی تو

اسے سامنے اندھیرے میں زمین پر کسی کی موجودگی محسوس ہوئی۔اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ٹارچ کی روشنی جب بارش میں بھیگتے اس بے جان وجود پر ڈالی تو اس کے پاؤں ساتھ دینے سے انکاری ہو گئے۔

"منسا!!!!"

ایک زوردار پکار کے بعد وہ اس کی جانب بڑھی تھی لیکن اس کی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ اس کا چہرہ قریب سے دیکھے۔وہ اسے پہچان گئی تھی لیکن وہ اسے اس حالت میں قبول نہیں کر پا رہی تھی۔براق کو وہ پہلے ہی بلا چکی تھی۔اس کی بلند آواز پر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اس تک پہنچا تو اسے ایک وجود کے پاس ششدر سا کھڑا دیکھ کر خود بھی تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھا۔زمین پر بے جان وجود پر مصفرہ کی ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور ہر سمت بارش کے پانی کے ساتھ خون بہہ کر چھت پر موجود پانی میں مل گیا تھا۔

براق کی جیسے ہی منسا کے وجود پر نظر پڑی وہ نظروں کے ساتھ ساتھ اپنا خود کا رخ بھی پھیر گیا تھا۔شدت غم سے آنکھیں بند ہوئی تھیں۔وہ یہ نہیں چاہتا

تھا۔ مصفرہ نے اسکی حرکت دیکھی تو ہوش میں آئی۔آگے بڑھ کر منسا کے چہرے پر بکھرے بال سمیٹ کر اس کے حجاب کے اندر کیے تھے اور پھر ایک ہچکی نکلی تھی۔وہ وہیں زمین ہر بیٹھتی چلی گئ۔

منسا کی آنکھیں ورطہ حیرت میں کھلی کی کھلی رہ گئ ہوئی تھیں اور اس کی گردن کو تیز دھار سے کاٹا گیا تھا جس وجہ سے اس کا سر پیچھے کو ڈھلکا ہوا تھا۔اس کا حجاب ڈھیلا تھا جس کی وجہ سے اس کے آگے کے چھوٹے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اور بارش کے عوض چپک گئے تھے۔ براق نے اسی وجہ سے اپنا چہرہ پھیرا تھا۔

کتنا اذیت ناک تھا، جس منسا نے اپنی پوری زندگی میں حجاب اوڑھا ہو،اس کی موت پر اس کا سراپہ حسن منظر عام پر ہوں۔مصفرہ نے آنکھوں میں آنسو لیے اس کے چہرے پر چپکے بال سمیٹے تو براق نے نظریں گھما کر اسے دیکھا جو ششدر سی اپنی اکلوتی دوست کے بے جان وجود پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

==========

کچھ گھنٹے پہلے !

منسانے جس وقت سب کو انفارم کیا تھا کہ جنید کو وہ دیکھ چکی ہے، اس وقت جنید اپنے آخری اڈے پر موجود تھا۔اس نے وہاں سے اس کا پیچھا کرنا شروع کیا تھا اور اس کھنڈر علاقے تک آ پہنچی تھی۔وہ لڑائی جھگڑے میں اپنا موبائل کھو چکی تھی۔ اس لیے انفارم نہ کر پائی کسی کو۔اسے کھنڈر علاقے کی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ کچھ تذبذب کا شکار ہوئی لیکن خاموشی سے اس کا پیچھا کرتی رہی۔جب وہ اس ویران انڈر کنسٹرکشن سوسائیٹی میں داخل ہوا تو اس نے جنید کو ایک مال نما تعمیر ہوتی بلڈنگ میں جاتے دیکھا۔اس نے خاموشی سے اس کا پیچھا کیا۔اندر داخل ہوئی تو چند آدمی موجود تھے۔ان کو اس نے خاموشی سے ٹھکانے لگایا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی جنید کا پیچھا کرتی رہی۔اسے لگا تھا وہ اتنے سنسان علاقے میں شاید سکارپیو سے ملنے آیا ہو۔وہ سکارپیو کو دیکھ لے گی، اسی امید پر وہ جنید کے پیچھے چالا کی اور سمجھداری سے قدم اٹھاتی رہی لیکن منسا نہیں جانتی تھی کہ جنید اسے کب کا دیکھ چکا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔وہ اسے جان بوجھ کر ویرانے میں لایا ہے تاکہ خاموشی سے اسے راستے سے ہٹا سکے۔وہ خود ہی اس کی چال میں پھنس گئی تھی۔

جب اس نے چھت پر قدم رکھا تو وہ ویران تھی۔منسا نے بندوق نیچے کرتے ہوئے حیرت سے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔کسی کو نا پا کر وہ اچنبے سے مڑنے ہی لگی تھی کہ سامنے ہی طنزیہ مسکراہٹ سے جنید اسے دیکھتا ہوا آگے بڑھا۔اور اس سے پہلے کہ منسا کو کچھ سمجھ میں آتا وہ اس کو گھما کر اس کی گردن کو تیز دھار چاقو سے کاٹ چکا تھا جس سے سیدھا منسا کی شہ رگ پر وار ہوا اور وہ موقع واردات پر ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔

اس کے بعد جنید کا ارادہ اس کے گردے اور دوسرے اجزا نکالنے کا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ منسا کے بے جان وجود تک پہنچتا،اسے لاہور سے فون آیا تھا۔

"سر ادھر ہمارے سارے اڈوں پر کسی نے بڑی خاموشی سے وار کیا ہے۔وہ سکار پیو تک بھی پہنچ گئے ہیں اور سارا اڈہ بے ہوش آدمیوں سے بھرا پڑا ہے۔"

اس کی بات سنتا جنید حیرت کی زیادتی سے پریشان ہو گیا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔کوئی سکار پیو تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

"میری بات سنو! اپنے سو۔۔۔دو سو۔۔۔جتنے بھی بندے ہیں وہ سارے آخری اڈے پر پہنچا دو! سکار پیو کو ہر صورت صحیح سلامت وہاں سے نکالو!! نہیں تو میں تم سب کو ختم کر دوں گا!!"

جنید قریباً دھاڑتا ہوا بولا اور بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں اترتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔منسا کو وہ مکمل طور پر فراموش کر چکا تھا۔

سچ تو یہ تھا کہ منسا کی گردن پر جس وقت چاقو چلا تھا، عین اسی وقت حماس کے کندھے پر گولی لگی تھی۔

لاہور اور سرگودھا میں ایک چیز مشترک ہوئی تھی اور وہ ان دونوں کے ہجر کا آغاز تھا۔

www.novelsclubb.com

منسا نے شہادت کو گلے لگا لیا تھا اور اسے امر کر دیا گیا تھا۔ فوج اپنا ایک ہیرا قربان کر چکی تھیں۔ وہ پانچ مسافر اپنا پہلا چراغ کھو چکے تھے۔ اس چراغ کی روشنی گل تو ہو گئی تھی لیکن وہ اپنی زندگی کا قرض چکا گئی تھی۔

منسا اب نہیں رہی تھی۔

مصفرہ کی واحد دوست۔۔۔

براق کی چھوٹی بہن۔۔۔۔

باہس کی اچھی پارٹنر۔۔۔۔

اور حماس؟؟؟

حماس کی یک طرفہ
کونپل کی طرح کھلتی محبت!!

www.novelsclubb.com

=============

وہ سب رات کے تین بجے لاہور کے ائیر پورٹ پر لینڈ ہوئے تھے۔ اپنے ذرائع کے زریعے وہ ں سا کی باڈی کو لا چکے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد اندھیرے ہی میں

اس کی نماز جنازہ رکھی گئی تھی۔ باہس کو پہلے سے سب بتا چکے تھے۔ حماس کو بھی کسی طرح بتانا پڑا لیکن حماس خاموش رہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ اپنی تکلیف کے زیر اثر اسے پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور اب اتنا بڑا دھماکہ اس کے دماغ پر اثر چھوڑ گیا۔

اسے جب علم ہوا کہ وہ منسا کو کھو چکا ہے تو تب اسے صحیح معنوں میں محسوس ہوا کہ دل کا قتل ہو جانا کسے کہتے ہیں۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ مزید زندگی جینے کی چاہ نہیں رکھتا۔ اس کا صحت یاب ہوتا دل اب کی بار جو بیمار ہو گا تو پھر لاعلاج ہو جائے گا۔ اور اب حماس مرزا لاعلاج تھا۔

منسا کے لیے جو جذبات اس کے دل میں کلی بن کر پھوٹ رہے تھے، اس کلی کو کسی نے جڑ سے پکڑ کر نوچ ڈالا تھا۔ وہ تو ابھی ٹھیک سے محبت کے جذبے سے لطف اندوز بھی نہیں ہو سکا تھا کہ اسے اپنی یک طرفہ محبت سے ہاتھ دھونے پڑے۔

وہ جھکے سروں کے ساتھ منسا کی قبر پر بیٹھے فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ برستی بارش کے بعد اب نئی صبح کچھ حد تک کھلی تھی لیکن ان کے دل تو کب کے مرجھا چکے تھے۔ منسا

کی والدہ آنسو بہاتی قبرستان کے باہر مصفرہ کے ساتھ کھڑی تھی۔ مصفرہ خود کو مضبوط بناتے ہوئے انہیں حوصلہ دے رہی تھی۔

"آنٹی آپ حوصلہ کریں۔ آپ کو معلوم ہے نا شہید کا کیا رتبہ ہوتا ہے؟"

مصفرہ انہیں اپنے ساتھ لگائے نم آنکھوں سے بول رہی تھی۔

"وہ ہمارے مشن کے دوران شہید ہوئی ہے۔ اس نے اس ملک کے لیے جان دی ہے۔ اس ملک کے دشمنوں کے ہاتھوں موت کو گلے لگایا ہے۔ آپ کو اپنی بیٹی پر فخر ہونا چاہیے۔"

وہ انہیں گلے لگائے خود بھی آخر پر رو دی تھی۔ کتنا بھی حوصلہ دیتیں، آخر اتنی جوان موت پر ماں کا کلیجہ تو پھٹنے کو آ ہی جاتا ہے۔

"مصفرہ مجھ سے وعدہ کرو کہ میری بیٹی کا خون ضائع نہیں ہونے دو گے۔ ان دشمنوں کو ختم کرو گے۔"

منسا کی والدہ نے اپنے بوڑھے ہاتھوں کو مصفرہ کے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا تو مصفرہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی سر بلند کیے خود کو مضبوط ظاہر کرتی کہنے لگی۔

"آنٹی۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی اکلوتی دوست کے خون کے ایک ایک خطرے کو جائز ثابت کروں گی۔"

مصفرہ کی حوصلہ دیتی آواز پر وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر گلے لگا گئیں۔ مصفرہ نے ان کے ممتا بھرے لمس پر گہرا سانس بھرا تھا۔ وہ ایسے لمس کی عادی نہیں تھی۔

میرے چارہ گر کو نوید ہو
صنف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر
وہ حساب آج چکا دیا!!

============

پھر وہ چاروں ڈھلکے کاندھوں کے ساتھ جب شہر خوشاب میں واپس لوٹے تھے تو مسلسل سفر اور اتنے بڑے نقصان کے بعد خاموشی سے بیسمنٹ میں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔ حماس کو تو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔ باہس بھی سب کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حالت دیکھتا خاموش تھا۔ دکھ تو اسے بھی بہت تھا۔ ٹریننگ کے وہ سارے پل یاد آرہے تھے جو تینوں نے مل کر کی تھی۔ اسے بھی جھٹکا لگا تھا۔ لیکن اب جانے والے کو کوئی کب روک سکا ہے۔

تبھی براق اندر داخل ہوا تو سب چوکنا ہو گئے۔

"منسا کی شہادت، ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ سب دکھی ہیں لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں دشمن ہمیں کمزور سمجھ کر ہم پر وار کرے گا۔ ہم نے خود کو کمزور نہیں پڑنے دینا۔"

براق کے الفاظ پر سب کچھ حد تک سیدھے ہوئے تھے۔

"اتنے نقصان کے بعد وہ سکارپیو اب چپ نہیں بیٹھے گا۔ اس لیے ہمیں چوکنا رہنا ہو گا۔"

وہ ابھی مزید بول رہا تھا کہ اس کے فون پر مسلسل کال آنے لگی۔ اس نے سکرین پر دیکھا تو انجان نمبر تھا۔

"حماس! آنے والی کال کی لوکیشن ٹریس کرو فورا۔ یہ دشمن کی جانب سے بھی ہو سکتی ہے۔"

براق کے کہنے پر وہ بائیں ہاتھ سے لیپ ٹاپ آن کرتا سسٹم کھول گیا۔ اسکے دائیں کندھے اور بازو پر پٹی بندھی تھی جس سے وہ اس بازو کو زیادہ حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ براق نے کال اٹھا کر سپیکر پر لگائی۔

"سلام مرزا غالب!"

تین الفاظ تھے، لیکن براق کو لگا اس پر پورا کا پورا آسمان گر گیا ہو۔ وہ ہزاروں تو کیا کروڑوں میں بھی یہ آواز پہچان سکتا تھا اور یہ الفاظ۔۔ اس نام سے اسے صرف ایک شخص پکارا کرتا تھا۔ لیکن وہ ایک شخص تو دنیا میں ہی موجود نہیں تھا، پھر..؟

"جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے پیچھے کوئی 'میجر براق مرزا' پڑا ہے تو مجھے اندازہ نہیں ہو سکا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا حقیقت۔ لیکن کل تمہارے بھائی کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی مجھے ختم کرنے کی کوششوں میں ہے۔"

اس شخص کے الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ۔ براق کو ٹیبل کا سہارا لے کر کرسی پر بیٹھنا پڑا۔

"میں چاہتا تو کل تمہارے بھائی کے سینے میں وہ گولی اتارتا۔ لیکن مجھے یاد تھا تو کیسے اپنے چھوٹے بھائی پر جان نچھاور کیا کرتا تھا، تو مجھے بس معقول نہیں لگا، تجھ سے تیرا واحد رشتہ چھیننا۔"

باقی سب حیرت سے کبھی براق کے ہاتھ میں تھامے موبائل کو دیکھ رہے تھے تو کبھی براق کو جو ششدر تاثرات کے ساتھ کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا تھا۔ مصفرہ ورطہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہی حال باہس کا تھا جبکہ حماس سرد تاثرات سے لیپ ٹاپ پر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں چلا رہا تھا۔

"میرا پیچھا چھوڑ دو مرزا غالب! ورنہ تمہاری کمزور تو میں جانتا ہوں اور تم بھی اچھے سے جانتے ہو میری کوئی کمزوری نہیں۔ شکست تمہاری ہو گی۔۔۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔۔"

یہ کہہ کر وہ کھٹاک سے فون رکھ چکا تھا۔ براق کو سانس لینا دشوار لگا۔ اسے لگا شاید اس کی آنکھوں میں نمی جما ہوئی ہے۔ دوستی میں مات کھانا کسے کہتے ہیں اسے اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ گہرے سانس بھرتا وہاں سے اٹھ کر تیز قدموں سے باہر چلا گیا۔

قریب اتنا تھا کہ مکمل جانتا تھا مجھے

یہ بھی جانتا تھا کہ کہاں پر وار کرنا ہے!

مصفرہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تو حماس نے روک دیا۔

"ابھی مت جاؤ۔ وہ denial کی فیز میں ہے۔ اسے خود نکلنے دو۔"

مصفرہ اس کی بات پر اچنبے سے اسے دیکھنے لگی۔ ہاس بھی پر تجسس انداز میں دونوں کے چہرے دیکھ رہا تھا۔

"کچھ بتاؤ حماس!!"

"ہم جس شخص کا پیچھا کر رہے ہیں وہ ابرآش اعوان ہے۔بھائی کا واحد دوست۔جو کئی سال پہلے ایک کیس کے دوران لاپتہ ہو گیا اور سال بھر نہ ملنے کے بعد اسے مردہ قرار دے دیا گیا۔"

حماس کا لہجہ سنجیدہ سا تھا۔وہ اپنے بھائی کے اس واحد دوست کو جانتا تھا۔لیکن اس نے اسے دیکھا نہیں تھا۔ایک تو یہ فوجی لوگ زیادہ تصاویر نہیں کھینچتے اور دوسرا حماس چھوٹا تھا اور پڑھنے کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔وہ زبانی کلامی براق سے کئی بار اس کا ذکر سن چکا تھا۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔"

باہس نے کنفیوز سے انداز میں آگے جھک کر بولا۔جبکہ مصفرہ منہ کھولے سب ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مطلب سکارپیو ہی براق سر کا دوست ہے؟"

باہس کی بات پر اندر داخل ہوتا براق رکا تھا۔اس نے اپنے جبڑے بھینچے۔

"دوست ہے نہیں!! دوست 'تھا'"

اس کے سخت لہجے پر باہس نے اپنے لب تر کیے۔وہ چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر واپس آیا تھا۔

"لوکیشن ٹریس ہوئی؟"

براق نے اگلا سوال حماس سے کیا تھا۔

"کراچی میں ہے وہ اس وقت۔ ایجنٹ رہ چکا لیکن اتنا نہیں معلوم کہ اتنی آسانی سے لوکیشن ٹریس ہو جاتی ہے۔"

حماس نے سرد اور بے زار سے تاثرات سے بولا تھا۔یہ کام منسا کا تھا جواب وہ کر رہا تھا۔منسا کی ہر پل یاد آرہی تھی۔

"راتوں رات لاہور سے کراچی چلا گیا۔"

مصفرہ نے بڑبڑایا تو براق نے سب کو متوجہ کیا اور پھر ایک پلین ترتیب دیا گیا۔

"یہ کافی خطرناک ہو سکتا ہے۔آپ اکیلے کیسے۔"

باہس نے فکر مندی سے کہا تھا۔وہ مزید اپنا کوئی ٹیم میمبر نہیں کھونا چاہتے تھے۔ تین راتوں سے وہ سوئے بھی نہیں تھے۔

"بھروسہ رکھو تم سب۔ جیسا کہا ہے بس ویسا کرو۔ حماس فلائیٹ بک کرواؤ۔ میں پندرہ منٹ تک نکل رہا ہوں۔ باقی سب ویسا ہی کریں گے جیسا کہا گیا ہے۔"

سب نے اس کے احکامات پر سر ہلا دیے۔

"Musfirah you are in the lead after me.”

براق نے آخری حکم اسے سنایا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ پھر وہ تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ قریباً پندرہ منٹ بعد جب وہ کمرے سے نکلا تو مصفرہ لاؤنج میں پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی۔ وہ سب کو آخری احکامات سنا کر گاڑی کی جانب بڑھ گیا تو حماس اور باہس بیسمن ٹ کی جانب بڑھ گئے جبکہ مصفرہ وہیں دروازے میں کھڑی رہی۔ اس نے مڑ کر مصفرہ کو دیکھا۔ وہ بالکل دہلیز پر کھڑی تھی۔ اس سے چند قدموں کے فاصلے پر۔ اس کی بھوری آنکھوں میں اپنے لیے جھلکتی فکر دیکھ کر وہ بے بسی سے مسکرا دیا۔

"مجھے کمزور نہ کرو مصفرہ۔"

اس نے آہستہ سی آواز میں اسے کہا۔ لیکن آواز اتنی تھی کہ اس تک پہنچ سکے۔

"میں تمہیں روک نہیں رہی۔"

مصفرہ کی آنکھوں میں یکدم نمی اتری تھی۔اس کا دل گھبرا رہا تھا۔وہ اتنے بڑے نقصان کے بعد اپنے کسی رشتے کا مزید نقصان نہیں کرواسکتی تھی۔

"لیکن تم جانے کی اجازت بھی تو نہیں دے رہی نا۔"

براق نے بے بس ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو پریشانی کے عوض اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔منظر یوں تھا کہ براق گاڑی کے دروازے کے پاس کھڑا تھا اور مصفرہ دہلیز پر۔چند قدم دور۔ایک بازو کے فاصلے پر۔

"تمہیں کب سے میری اجازت درکار ہونے لگی۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی اپنی نمی چھپانے لگی۔

"میری طرف دیکھو!"

وہ اس کے ادھر ادھر دیکھنے پر گویا ہوا تو مصفرہ نے اپنی نمی چھپاتے ہوئے گہرا سانس اندر کھینچا اور نگاہیں اٹھا کر اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔وہ مسکرادیا۔

"تم لوٹ کر آؤ گے مجھے یقین ہے۔"

وہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی۔

"اور اگر میں لوٹ کر نہ آیا تو؟"

براق سچ میں جاننا چاہتا تھا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

گلے میں ابھرتے کانٹوں کو دباتے ہوئے بول رہی تھی۔منسا کی موت نے اسے اندر سے کمزور کر دیا تھا۔

"کب تک؟"

وہ جیسے جاننا چاہ رہا تھا۔وہ سننا چاہ رہا تھا۔وہ امید باندھنا چاہ رہا تھا۔

"ازل سے ابد تک۔"

اس نے بغیر کسی لگی لپٹی کے دل کے الفاظ کو عملی جامہ پہنا کر اس کے سامنے پیش کر دیا۔

"کس رشتے کی بنیاد پر؟"

وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ محبت کی بنیاد پر۔ لیکن وہ کہہ نہ پائی۔ وہ اسے کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ابھی نہیں۔ وہ اس کی طاقت بنے گی۔ کمزوری نہیں۔ وہ مسکرا دی۔ سر ہلا کر قدم پیچھے کر لیے۔ اسے خدا حافظ کہتی بغیر جواب دیے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ گاڑی چلنے کی آواز پر دروازے کے پیچھے کمر ٹکائے جو کھڑی تھی، وہ بیٹھتی چلی گئی۔

"اللہ تعالیٰ پلیز براق کی حفاظت کرنا۔ میں مزید کوئی رشتہ نہیں کھونا چاہتی۔ پلیز اللہ تعالیٰ!"

وہ منسا کی موت کے آنسو بھی اب بہا رہی تھی۔ جانتی تھی براق سیدھا سیدھا موت کو گلے لگانے جا رہا ہے۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے گیا ہے۔ لیکن وہ دعا کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی۔ وہ بس وہی کرے گی جو براق نے بولا تھا۔

اکھٹے ہیں مگر یہ طے نہیں ہے

محبت تھی، نہیں تھی، ہے، نہیں ہے

توکیا سچ مچ دعاؤں سے تو ملے گا

توکیا پہلے سے سب کچھ طے نہیں ہے

============

www.novelsclubb.com